ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قادیان دارالامن والامان

نمبر اول | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء | جلد دوم

برکتوں کے سال
یا
پچھلے سال پر ایک نظر

گو سن ستانوے کو ختم ہوئے اور سن رواں کے آغاز کو ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے اور ہمارا اسوقت [illegible] سنین پر [illegible] لکھنا بیوقت کی راگنی بیسرا ہے۔ لیکن ہم پچھلے سال پر ریویو کرنے کی وجوہات معقول ضرور رکھتے ہیں۔

اولاً الحکم کا سال رواں میں یہ پہلا نمبر ہے اس لئے رسمی طور پر سال گذشتہ کا ریویو مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ثانیاً گو سن ستانوے اپنی ظاہری نوعیت میں ایک عبرت انگیز اور سراپا ستم سال گذرا ہے اور اس [illegible] بعضوں نے بعض اہل [illegible] عام الحزن [illegible] کہہ دیا۔ مگر نفس الامر میں وہ ایسا سال نہیں ہے اس لئے ان غلط فہمیوں کو دور کرنا بھی ضروری ہے۔ ثالثاً اس سال میں ہمارے مشن کی فتوحات اور کامیابیاں اس کثرت سے ہوئی ہیں کہ ان کی نظیر پچھلے سالوں میں نہیں ملتی لہذا اس پر نظر ثانی کی اشد ضرورت ہے۔ [illegible] بہ وجوہات بالا ہم سن ستانوے پر ایک اجمالی نظر کرتے ہیں۔

جس میں یہ بتلایا جائیگا کہ اس سال میں اللہ کریم نے دنیا کو دردناک عذابوں سے بچا لیا جو اسکے مامور کی مخالفت کی وجہ سے آئے الا انھا تخلف [illegible] اسکی صداقت کو ظاہر کیا۔ تفصیلی طور پر ہم اس رپورٹ میں بحث کریں گے۔ جو قادیان دارالامان کے سالانہ جلسہ کے کوائف اور مضامین کی جامع ہے۔

زمانہ

[illegible]

تغیر پذیر حالتوں کے مجموعہ اور نو بنو حوادث کے شیرازہ ہی کو ہم زمانہ کہتے ہیں۔ وجود و عدم ثبات و زوال۔ اقبال و ادبار۔ حیات و ممات کے متضاد [illegible] پر غور کرنے سے اور بھی وضاحت سے ذہن نشین ہو جاتا ہے کہ زمانہ ہے کیا چیز؟ اگر ہماری ہستی اپنے قابو پر ہوتی تو ہم اسے پائدار اور زمانہ کو قدیم مان لیتے۔ لیکن ہماری اضطراری حالت [illegible] رہی ہے کہ ہر سانس کے بعد ایک نئے عالم میں جا رہے ہیں۔ یہی سانس اگر کوئی محسوس شے ہوتی تو دکھا دیتے کہ لمحے منٹ گھنٹے دن ہفتے مہینے سال قرن اسی کی آمد شد کا ایک نتیجہ ہیں۔ مگر افسوس اس [illegible] حیات اور [illegible] ذات کو ہم قدر کی نگاہوں سے نہیں دیکھتے [illegible] دن غفلت میں بسر کئے اور ہماری [illegible] عمر گزر رہی [illegible] کتنے ہفتے [illegible] اس [illegible] کی [illegible]

کو دن کے نیک و بد اعمال کا اور دن کو رات کے حسنات و سیئات کا کبھی محاسبہ کیا ع دن کٹا [illegible]

انسان کی غفلت پر افسوس! کہ وہ اپنی زندگی کو عزیز رکھتا ہے۔ اور [illegible] زندگی کی پرواہ نہیں کرتا جس طرح اپنے دم سے دوسروں کو نہ دینے والا بخیل ہے۔ اسی طرح ایک ایک دم کر کے بے مصرف گذارنے والا مسرف ہے ع

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش

آئندہ زمانہ بہ نظر حساب خواہ کتنی ہی دور ہو۔ مگر کل آتا قریب سے ظاہر ہے۔ کہ آنے والا خواندہ مہمان ہو یا ناخواندہ سبک رفتار ہو یا نازک خرام ایک نہ ایک دن ضرور آ کر رہیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت یا یوم الحساب منکروں کے نزدیک فرضی یا وہمی امر ہو مگر عاقبت بینوں کے روبرو اور فہم سے کام لینے والوں کے نزدیک [illegible] ہے۔ الغرض آنا فانا ایک نئی تبدیلی اور نیا عالم اور آنیوالی گھڑی کی خبر دیتا ہے۔ یوں تو انسانی ہستی کے لئے ہر لحظہ ایک تغیر ہوتا رہتا ہے۔ جو لاپروائی اور عدم توجگی کے باعث محسوس نہیں کیا جاتا۔ مگر جو انقلابی دلچسپ سمین سال کے خاتمہ پر نظر آتا ہے جبکہ دنیاوی کاروبار نظام ایک نئی حیثیت قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ اسوقت جو کیفیت دل پر گذرتی ہے۔ ایک دم کے لئے تو وہ ضرور چونکا دیتی ہے اور اگر کوئی شخص [illegible] پیدا [illegible] کے ساتھ اتنا کہہ کر [illegible] کہ اوہو سال گذر گیا؟ [illegible]

نوٹ سالانہ [illegible] طبع ہے۔

متا ثر نہیں کرتے تو جو عمدہ نتیجہ اس وقت اس کے ذہن پر اثر ڈالتے ہیں۔ اور جو سبق وہ حاصل کر سکتا ہے بلا شبہ وہ بڑے قیمتی ہیں۔

پس اس تغیر سے اگر کوئی سبق لے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی بے اعتبار زندگی کو پہل کریگا۔ لیکن عام طور پر وقت کا یہ تغیر اور گھنٹہ جس طرح زندگی کو گھٹا رہا ہے۔ اوسپر بہت کم لحاظ کیا جاتا ہے۔ مگر جب سال ختم ہو کر یہ پکارتا ہے۔ کہ عمر میں سے ایک سال اور کم ہو گیا تو واقعی ایک عبرت انگیز افسوس پیدا ہوتا ہے۔ جو تھوڑے عرصہ کے لئے دل کو بے چین کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ مگر یہ ایک ایسا تشویشناک امر ہے کہ جو یہ کم و کاست اسی طرح ہوتا رہیگا جب تک کہ وہ وقت خاص نہ آجائے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اہل دنیا سال کے شروع میں اپنی سلامتی کے لئے شکریہ کرتے ہیں اور اسکے اندر ایک تشویش پیدا کرنے والا خیال پاتے ہیں جو بیکلی کے ساتھ یہ سوچنا دیتا ہے کہ خدا جانے ہمکو اگلا سال دیکھنا بھی نصیب ہوگا یا نہیں۔

فی الجملہ نئے سال میں اگر کوئی بات قابل غور ہوتی ہے۔ تو وہ یہی ہے کہ انسانی ہستی کو اپنے آیندہ قیام کے واسطے کسی قدر تردد کا موقع ملتا ہے۔ اور اسی لئے یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی حالت پر غور کر کے آیندہ کی فکر کرنے کی مہلت ملتی ہے اگر کسی شخص نے اس عظیم الشان تبدیلی سے فائدہ اٹھا کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کرلی تو سمجھو کہ اوسنے سال کی تبدیلی کی حقیقت کو سمجھ لیا۔ اور اوسکا مقصد بھی کسی حد تک پورا کردیا۔ یہی ایک ایسا وقت ہے۔ کہ **خبیر مجسم ضمیریں** جو یوں تو کسی وقت بھی **درماندہ قوم کی حالت** سے بے فکر نہیں ہوئی تھیں۔ مگر اس وقت خصوصیت کے ساتھ اپنی **نکبت زدہ۔ شکستہ بال** قوم کی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہی ہیں۔ اور گڑگڑا کر خدا کے حضور دعائیں مانگ رہی ہیں۔ کہ خداوندا اسے **بصیرت عطا کر اور دیکھنے کی آنکھ دے**۔ اور ایک سوچنے والا دل **عنایت کر** تا وہ **نبیو**ں کی عظمت کو پاکر خستہ حالی سے نکلے!!!

العرض اس نئی تبدیلی سے انسان کے لئے بہت سے سبق مل سکتے ہیں اگر وہ چشم بینا اور دل دانا رکھتا ہو۔ **مبارک ہیں** وہ لوگ جو اس **تغیر عظیم** ہی پر موت کی نہ ٹلنے والی گھڑی کو یاد کر کے **خدا کے برگزیدہ** اور دنیا میں آنے ہوئے **نذیر** کی عظمت کو قبول کر لیتے ہیں اور ہولناک دن سے بچ جاتے ہیں اور **ہلاکت** سے ان کے لئے جو اب بھی محسوس نہیں کرتے اور زندگی کو ایک پاسے دار اور اختیاری امر جانتے ہیں۔

مندرجہ بالا سطور میں عام طور پر ہم نے نئے سال سے



[illegible] کا ذکر کیا ہے۔ اب ہم رسمی طور پر سال گذشتہ پر ایک **ایمانی نظر** کرتے ہیں۔ سنہ ستانوے اپنی **نوعیت** اور **حیثیت** میں پچھلے چند سالوں سے کسی بات میں کم نہیں رہا۔ اور دنیا پر انواع و اقسام کے مصائب اور آلام کا ایک خاص حصہ چلتا رہا۔ جنہوں نے اس سال کو **عام الحزن** یا مصیبتوں کا **سال** لکھوایا۔ گویا ہوا قحط۔ **وبا۔ زلزلے آتش زدگیاں**۔ بلاخیز **طوفان**۔ عالم آشوب **جنگیں** ہوتی رہیں مگر ہماری نظر میں یہ **عالم کبیر** نشان تھے جو اپنے وقت پر پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں **مگر متکبر نادان** ان کی فلاسفی پر بحث کرتا ہو خیالی ڈھکوسلوں سے اوس کے اسباب پر غور کرتا ہے مگر نہیں سمجھتا کہ **سنت اللہ** اسی طرح پر چلی آرہی ہے کہ جب کوئی **مامور من اللہ** دنیا میں آتا ہے۔ تو طبیعتوں میں **بیداری** کی حالت پیدا کرنے کے لئے اور نیز ہزاروں بد اعمالیوں کی پاداش ہیں جن کی کثرت نے اوس **مامور** کی ضرورت کو پیدا کر دیا ہے۔ دنیا سے ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اس لئے کوئی اور **سن ستانوے** کو خواہ کیسا ہی **منحوس** اور **مذموم** قرار دے۔ مگر اس **سنت اللہ** پر نظر کرنے والے اور پھر اوس **نذیر** کو پانے والے تو اوس کو اور بھی **برکتوں کا سال** کہیں گے کیونکہ اس کی حالت ان کی ایمانی قوت میں مضبوطی کی ایک اور نئی **چڑھا دیگی۔ الحکم** بھی چوں کہ دنیا میں **امن** اور **سلامتی** کا پیغام لیکر **آنے والے نذیر** کو **خدا تعالی** کی لا انتہا عنایتوں سے پانے والوں میں ہے۔ اس لئے وہ جہاں ایک طرف خدا تعالے کے پاک کلام میں

وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون

پڑھتا ہے۔ وہاں خارجی طور پر ان آثار کو پاکر اور بھی **ایمانی** طاقت میں ایک خاص قوت آتی ہوئی محسوس کرتا ہے۔ اس لئے ہم ان **آفات** اور **بلیات** کو اپنے لئے **ایمانی جوش** عطا کرنے والے ملائکہ اور **تضرع** کی حالت پیدا کرنے والے لازم سمجھتے ہیں جنکی تہ میں وہ **مبارک وعدہ** بھی ہو کہ

ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ

ایک اور امر بھی یاد رکھنے اور خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ کریم نے قرآن کریم میں ایک اور کلیہ بھی بیان فرمایا ہے کہ **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا** جب تک غذاب الہی نازل نہیں ہوتا جب تک بعثت رسول نہ ہو یہاں رسالت عامہ مراد ہے۔ نہ خاصہ۔ اس آیت شریف پر تدبر کرنے سے پتہ ملتا ہے کہ یہ ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ جب ہم آسمان پر عذاب کے آثار دیکھیں تو اوس وقت اس امر کا تو لحاظ کریں کہ اوس آنے والے کو بھی تو تلاش کریں جس کی آمد کے ساتھ یہ آثار پیدا ہوئے ہیں کیونکہ اللہ کریم کی باتوں میں تو احتمال کذب نہیں ہے۔ پس اس عذاب کے وقت میں جس نے کہیں بلاخیز طوفان کی صورت پکڑی۔ اور کہیں زلزلہ کی شکل اختیار کی۔ اور کہیں طاعون بن کر چمٹ گیا۔ اور کہیں قحط کی ہولناک اور بہیانک شکل میں بھسم کرنے لگا۔ یہ ضروری تھا۔ کہ کسی آسمان سے آنے والے کا بھی لوگ پتہ لگانے میں مصروف ہوتے تا اس دردناک عذاب سے بچ جاتے۔ مگر ابھی بھی کچھ نہیں گیا۔ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجاوے تو بھولا نہیں کہلاتا۔ اگر اب بھی وہ اس مامور کو پالیں جو پانے کا حق ہے۔ تو جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ تقدیر معلق ہے تو یہ عذاب استغفار اور رجوع الی اللہ سے ٹل سکتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے سعادتمندی سے اُسے قبول کیا۔ انہوں نے دوہرا ثواب پا لیا۔ قرآن پر تدبر کر کے سعادت حاصل کی اور اوس مامور کو پاکر اللہ کریم کے قول کو صادق پاکر ایمانی طاقت کو مضبوط کیا اور یہ وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے آنے والے **نذیر** کو پا لیا ہے۔

المختصر سنہ ستانوے اپنی **نوعی حالت** کے لحاظ سے بھی ہمارے ایمان کو طاقت اور دل کو سرور بخشنے والا اور ان واقعات کے لحاظ سے بھی جو اس **مامور من اللہ** کے مشن کے ساتھ پیش آئے کچھ کم **مبارک** نہ تھا۔ ہم کو اس امر کے صراحت سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ اوس **مامور من اللہ** کو لوگوں سے انشورڈ پورٹ کریں۔ کیونکہ کم و بیش کوئی ایسا متنفس نہ ہوگا۔ جس نے ہمارے **سید و امام۔** حضور **حجۃ اللہ۔ محی السنۃ قامع البدعۃ** حضرت **میرزا غلام احمد** صاحب ایدہ اللہ الاحد **مسیح موعود و مہدی مسعود** ادام اللہ فیوضہم کی صدا ایک بار نہ سنی ہو۔ اور جس کا **پیام** اس کے کان تک نہ پہونچا ہو۔

کم بخت انسان سنہ ستانوے کے عام واقعات **وبا و قحط** پر تو غور کرتا۔ اور ایک ایک دفعہ اُن کے فکر میں نیم مردہ سا ہو جاتا ہے۔ اور اوس کی روح کانپ کانپ اٹھتی ہے مگر نہ تو اس **مقدس انسان** کو دیکھتا ہے جس کی صداقت کے لئے یہ تمام کرشمہ قدرت ظاہر ہو رہا ہے اور نہ ان واقعات پر ریویو کرتا ہے۔ جو ایک **بدیہی شکل** میں خاص اس کے

دہی فتوحات ہیں۔ ہم اپنشان اسے فرض کے لئے اور اس خیال سے کہ شاید ان باتوں سے کوئی مستعد طبیعت صداقت کو پالے۔ سنہ ستانوے کے واقعات پر نظر کرنا چاہتے ہیں۔ گو اوس کو ختم ہوئے ڈیڑھ ماہ گذر گیا اور اس وقت بظاہر یہ بے وقت کی راگنی اور باسی کڑھی کا اُبال سمجھا جائیگا مگر نہیں سنہ ستانوے اپنی مجموعی حالت میں ہماری مشن کے لئے ایک بین نشان رہا ہے۔ اس لئے اس کا ذکر خالی از منفعت نہو گا۔

بد اندیش مخالفین سال بھر اپنی لاحاصل کوششوں سے خدا تعالے کے قائم کردہ مشن کو نیست و نابود کرنے میں ان تھک اور سر توڑ کوششیں کرتے رہے۔ مگر خدا تعالے اوس کی عظمت اور اپنے بندے کا جلال اور بھی ظاہر کرتا گیا۔

ناعاقبت اندیش مخالف۔ اس سال اپنی عمدی مخالفتوں میں ناکامیاب اور مایوس ہو کر دردناک عذابوں میں گرفتار ہوئے۔

شروع سال ہی سے مبارک زمانہ شروع ہوا۔ اور پہلی سہ ماہی کے اندر وہ عظیم الشان نشان پورا ہوا جو ایک آریہ نامی قوم کے لئے مخصوص تھا۔ اور جسے سنہ ۱۸۹۲ء میں عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب۔ کے دل کو ہلا دینے والے الفاظ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ یعنے پنڈت لیکھرام کی خارق عادت رعب اور ہیبت رکھنے والی موت جس پر مخالفین کو بھی پیشگوئی کے پورا ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ لیکن اونہوں نے اپنی عادت قدیم سے اس قتل کا بے فائدہ اور ناپاک الزام۔ ہمارے امام پر لگایا اور بہتیرا شور مچایا مگر آخر خدا تعالے نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھائی۔ اور دنیا کو دکھا دیا کہ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ کا مطمئن کرنے والا آوازہ ہر وقت صادق کے کانوں میں گونجتا رہتا ہے۔ باوجود شرمناک الزاموں کے لگانے اور پھر پوری طاقت علم اور روپیہ کی رکھنے کے بھی مخالف شرمندہ ہوئے۔ اور اظہار صداقت کے لئے خدا تعالی کا زور آور حملہ وہ برداشت نہ کر سکے۔ اسی کے ضمن میں اون کوتاہ اندیش پیشہ کے اعتراض بھی دفعہ ہوئے جو پیشگوئیوں کی خبر بلا وجود بالمقابل بلانے کے بھی نجوم و جفر کے

ڈھکوسلوں تک بتاتے تھے کیونکہ سرکاری مدبرخانہ تلاشی ہو جانے پر ثابت ہوا کہ کوئی رصدگاہ نہیں بنی ہوئی اور نجوم و رمل و جفر کے آلات کا کہیں نام و نشان تک نہیں۔ گویا اس ایک نشان کے ساتھ سفلہ مزاج لوگوں کے کذب کا علے رؤس الاشہاد اظہار ہو گیا۔ مباہلہ یعنے آسمانی فیصلہ کی طرف مخالف الرائے مولویوں کو بلایا گیا۔ مگر دل کے کم زور کب خدا تعالے کا مقابلہ کر سکتے تھے نہ آئے پر نہ آئے بیجا عذروں اور رکیک حجتوں سے ٹلتے رہے۔ آخر قصور والا مولوی آیا۔ اور مباہلہ کا برائے نام ارادہ ظاہر کیا لیکن وہ سال کے اندر ہی اوس ارادہ کی پاداش میں درد کب موت کا طعمہ بنا۔ گورنمنٹ کو اکسانے والا اور بےجا اتہام لگانے والا ناظم الہند اپنی بد زبانیوں کی سزا پا کر رہا بمبئی تک جا کر سکینا مرزا صاحب کی مخالفت میں بیجہ بازیاں کرنے والا ہدایت رسول جو دل آزار گالیاں دے کر دل خوش کیا کرتا تھا۔ آخر اپنے کوتکوں جیل میں پہونچا۔ آسمانی باتوں پر استہزا کرنے والا اور الہامات کو صرف ایک میڈیم کے تفکرات اور ملائکہ کو خیالی شکلیں قرار دینے والا انیاپرشاد بدخواہی سرکار میں پکڑا گیا مگر افسوس اوس کا میڈیزم اُسے نہ بچا سکا۔

سب سے بڑے اور زبردست مخالف شیخ بٹالوی نے اپنا پورا زور لگا کر مخالفت کی یہاں تک کہ جب اور کسی طرح زور نہ چلا۔ تو عیسائیوں کے جعلی اور مصنوعی مقدمہ میں شہادت دینے آیا اور طلب کرسی پر وہ جھاڑ کھائی۔ اور وہ ندامت اٹھائی۔ کہ عمر بھر نہ بھولے گا۔ اور عام نارامنی کا تمغہ حاصل کر لیا۔

عیسائیوں نے بھی اپنی کوششوں میں کمی نہیں کی یہاں تک کہ اقدام قتل عمد کا مقدمہ بنا کر عدالت کے دروازے تک پہونچے۔ لیکن باوجود[1] اپنے وہمی اور خیالی زور حکومت کے آخر گورنمنٹ انگلشیہ کے انصاف نے اس مامور من اللہ کو عزت و احترام سے بری فرما کر۔ ابرا کے الہام کو پورا کیا۔ (اس مقدمہ کے بعض حالات ہم جنگ مقدس دوم میں شائع کر چکے ہیں) اور عیسائیوں پر وہ ذلت کی مار پڑی کہ منہ دکھلانے کے قابل تو نہیں رہے۔ اس عظیم الشان مقدمہ میں کسر صلیب کا نشان پھر ایک اور رنگ میں پورا ہوا۔ اس مقام پر یہ ظاہر کر دینا بھی مناسب اور بے محل نہیں کہ ناعاقبت اندیش۔ الہام کا دعوے کرنے والا غزنوی طائفہ بھی رد دعا کی ذلت میں پکڑا گیا۔ متذکرہ بالا مقدمہ کے رجوع ہوتے ہی اول تو اونہوں نے خلاف واقعہ یہ مشہور کر دیا۔ کہ سیدنا مرزا صاحب کے دشمن بذریعہ وارنٹ پابجولاں امرتسر گرفتار ہو کر آ گئے اور پھر ہر نماز میں بھی یہی عاجز مانگنی شروع کیں۔ کہ اون کو اس مقدمہ میں سزا ہو۔ مگر اون کی دعائیں صرف منہ کی پھونکیں ہی ثابت ہوئیں۔ اور اونہوں نے کچھ بھی اثر پیدا نہ کیا۔ بلکہ رد ہو کر ذلت کی شکل اختیار کر کے کرنے والوں پر پڑیں۔ اور آسمانی نور عدالت میں بھی چمکا۔

کم سمجھ۔ مباہل۔ مباہلہ کرنے کے بعد بھی

---

[1] فٹ نوٹ اکثر نادان عیسائی اپنے خیال اور زعم میں گورنمنٹ کو عیسائی سمجھ کر بعض کم زور طبیعت کے لوگوں کو ڈرا دیتے ہیں کہ گورنمنٹ ہماری ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں۔ گو گورنمنٹ کا مذہب عیسائی ہے۔ مگر اوس کی بلند نظر میں عیسائی یہودی مسلمان۔ اور ہندو سب ایک ہی درجہ اور پایہ کے ہیں۔ ہم نے اکثر دفعہ عیسائی منادوں کو علانیہ وعظ کرتے سنا۔ اور جاہلوں کو بہلاتے دیکھا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ گورنمنٹ ساڈھی ہے۔ اسیں جو چاہیے کرا سکدے ہاں۔ ایسے لوگ گورنمنٹ کو بدنام کرتے ہیں۔ جسکی گورنمنٹ کو ایکشن لینا چاہیئے۔ اور ہم فخر اور ناز سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارے امام کا مقدمہ اس امر کی ایک مبین دلیل ہو گیا ہے۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کو عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر سب اقوام برابر ہیں۔ وہاں کسی کی کوئی خاص رعایت نہیں ہے۔ اس لئے اس مقدمہ میں عیسائیوں کا غلط اور دھوکا دینے والا زعم بالکل بے اصل ہے۔ ایڈیٹر

...جنہوں نے کہا تھا کہ ایک کے اوپر دعا ء مباہلہ کی تھی کہ سیدنا **مرزا صاحب** پر عذاب آوے ۔ اور پھر اوس دعاء کو مردود اور مخذول پاکر **مباحثے** کے لئے تیار ہوتا رہا ۔ گویا یہ بھی ہماری ہی **فتح** اور **کامیابی** تھی ۔ کیونکہ ہمارے **امام** نے امرتسر کے **مباہلہ** میں فریق مخالف کے لئے **بددعا** نہ کی تھی ۔ بلکہ اوسنے ہمارے لئے بددعا کی تھی ۔ اب اگر وہ سچا تھا ۔ اور خدا اوس کے ساتھ تھا ۔ جیسا اوس نے ظاہر کیا تو پھر اوسکی دعاء کا رد ہونا اوس کے لئے کوئی کم نشان نہ تھا کیونکہ ہم جنکے لئے اوس نے بددعاء کی ایک سال کے اندر اندر عذاب سے ہی محفوظ نہیں رہے ۔ بلکہ نت نئی کامیابی ہمارے شامل حال رہی ہے ۔ اور خدا تعالے نے اپنی برکات اور انوار کا دریا بہا دیا ہے ۔ یہ بھی **کچھ کم کامیابی** نہیں کہ خدا تعالے نے **اوس گروہ کے صوفی** کو جیسے مباہلہ کیا گویا اوسنے خود اپنی **ذلت** کا اعتراف کرلیا کیونکہ اگر وہ یقینی طور پر **مباہلہ** کا اثر سمجھ چکا تھا ۔ تو پھر درخواست **مباہلہ** کیا مطلب رکھتی تھی ۔ الغرض **غزنوی طائفہ** کو انکی **دعاؤں اور چیخوں** نے کچھہ فائدہ نہ پہونچایا ۔ اور **آسمان** نے ظاہر کردیا ۔ کہ **خدا اونکے ساتھ نہیں** ۔

اس کے علاوہ چودھویں صدی کے بزرگ کا استہزا اور بزرگ موصوف کے لئے یک سالہ پیش گوئی کا اعلان اور بزرگ موصوف کا رجوع بھی کوئی کم نشان نہ تھا ۔ ان سب باتوں کے علاوہ صدہا معزز اشخاص نے اس سلسلہ کی عظمت کو قبول کیا ۔ جنمیں سے ایک باخدا سجادہ نشین بھی شامل ہیں ۔ اور جو ایک والی ریاست کے مرشد بھی ہیں ۔ رسالہ جات اور ہزارہا اشتہار امصار و دیار میں پھیلائے گئے ۔

سنہ ستانوے کی بہترین یادگاروں میں سے **ڈائمنڈ جوبلی** سمجھی گئی ہے ۔ اوس تقریب پر بھی اس **مامور من اللہ** نے جو اپنی **محسن گورنمنٹ** کا **ہل جزاء الاحسان الا الاحسان** پر عامل ہوکر **فطرتی** طور پر سچا **عقیدتمند** اور **ہواخواہ** ہے ۔ اپنی مہربان ملکہ معظمہ کے عظیم الشان بشارت بخش دن کی تقریب پر جو کل رعایا کے لئے مسرت مجسم تھا ۔ اپنے رنگ پر خوشی منائی ۔ اور خاص دارالامان میں **جلسہ احباب** منعقد کرکے چھ مختلف زبانوں میں اوس کی **درازی عمر** ۔ **صحت** اور **ایمانی دولت** کی افزونی کیلئے پرجوش دل سے دعائیں مانگیں ۔ اور کثیر التعداد کاپیاں چھپواکر تقسیم کیں ۔ غربا اور مساکین کو کھانا دیا گیا ۔ خیرات ہوئی ۔ اور خاص اسی تقریب کے لئے ایک **بے نظیر** ۔ **تحفہ** اور **سچا ہدیہ** ۔ **تحفہ قیصریہ** کے نام سے تالیف کرکے نہایت عزت و احترام سے اپنی مہربان **ملکہ** کے پاس بھیجا ۔ جس سے بڑھکر **بہتر** اور **مبارک** ہدیہ کبھی **قیصرہ مبارکہ** کو نہ دیا گیا ہوگا ۔ یہ ہدیہ ۔ **صداقت** اور **معرفت** کا نور اپنے اندر رکھتا ہے ۔ اور سچی ارادت اور عقیدت کے جوش سے **لکھا** گیا ہے ۔ اور جب وہ یہانتک پسند کیا گیا کہ مکرر سرکاری طور پر خاص **لنڈن** سے اوسکی جلدوں کو نہایت شوق اور مسرت سے طلب فرمایا گیا ۔ **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

اسی سال کے دوران میں **امام ہمام** کے **نور البصر** میرزا **محمود احمد** کی آمین ہوئی جسپر **محمود کی آمین** کے نام سے ایک چھوٹی سی مثنوی شائع کی گئی جسکو پڑھکر اہل دل ایک بہترین سبق حاصل کرسکتے ہیں ۔ جو اوسمیں ایک خاص امتیاز پائیں گے کہ ان لوگوں (مامور ان **من اللہ**) کی خوشیاں کیا رنگ رکھتی ہیں ۔

سال کے آخر پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جسمیں دور دراز کے احباب جمع ہوئے ۔ **نہایت** ہی **نایاب** اور **محبت** افزا تقریریں ہوئیں ۔ جو خود حضور **امام ہمام** علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمائیں ۔ اور اوس کے ہی رنگ سے رنگین ہوکر ہمارے واجب التعظیم مخدوم حضرت مولوی **نور الدین** صاحب بھیروی اور واجب الاحترام مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی اور سراپا دیانت حضرت سید **محمد احسن** صاحب امروہی نے قرآن کریم کے سرور بخش بلکہ حیات بخش **نکات** بیان فرمائے (یہ تمام تقریریں جداگانہ طور پر سالانہ جلسہ کی رپورٹ کی صورت میں عنقریب طبع ہوکر نکلنے والی ہیں ۔) اور اسی سال میں سالانہ جلسہ کی روئداد کو بصورت **رپورٹ** مرتب کرنے کی تجویز کی گئی ۔ جسکا تاج ہمارے مخدوم مولوی **عبد الکریم** سیالکوٹی کے سر پر رکھا گیا ہے ۔ ہم نے ان باتوں کو اسی لئے نشانات کے ذیل میں داخل کیا ہے کہ اس سے پیشتر بھی لوگ دسمبر میں آتے تھے ۔ **تقریریں** ہوتی تھیں ۔ مگر اسسال جو اثر ہوا وہ اپنی شکل میں **بے نظیر تھا** ۔ اور ایسے خیالات کا پیدا ہونا کامیابی کے آثار ہیں ۔ اور صداقت کی روح کیونکہ اگر خدا تعالے کا قائم کردہ مشن نہوتا ۔ تو ایسے خیالات جو اوسکی عام اشاعت کا موجب ہوئے ہیں پیدا ہی نہوں ۔ **اسی** مبارک سال میں **حجۃ اللہ** اور **انجام آتھم** جیسی کئی زبردست کتابیں عربی اور اردو میں شایع کی گئیں ۔ اور **کتاب البریت** کی تالیف اور طبع کا سلسلہ شروع ہوا ۔

اسی مبارک سال میں مدرسہ **تعلیم الاسلام** کا اعلان جاری کیا گیا جو اب خدا کے فضل سے شروع سال سے جاری بھی ہوگیا ہے ۔

منجملہ دیگر برکات اور فتوحات کے **الحکم** کا اجرا بھی **اسی مبارک سال سے ہوا** ۔ اور **الحکم** کے ذریعہ جو کچھ کام اور کامیابی ہونے والی ہے ۔ اوس کو اللہ علیم خوب جانتا ہے ۔ ہماری جماعت کے ہر فرد بشر پر بہت سی **برکتوں کا نزول** ہوا ۔ اون کی حالتوں اور جماعتوں میں خاص تبدیلی اور طاقت آئی ۔ عموماً وہ اپنے ارادوں اور آرزوؤں میں **کامیاب** ہوئے ◆

ہمارے نوجوان اپنے امتحانوں میں کامیاب ہوئے خصوصاً مرزا **یعقوب بیگ** صاحب امتحان میں کامیاب ہوکر اسسٹنٹ سرجن ہوگئے ۔ ڈاکٹر **عبد الحکیم** خان اسسٹنٹ سرجن بڑے سرجن بھی نہ رہے ۔ بلکہ ایک مشہور و معروف کتاب **ذکر الحکیم** کے مصنف بھی بنے ۔ ہمارے نوجوانوں کے فخر ہمارے مخدوم خواجہ **کمال الدین** صاحب بی ۔ اے ۔ ایل ایل بی

پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مع اپنے دوسرے احباب بشمول چودھری **نبی بخش** بی ۔ اے ۔ مولوی **محمد علی** ایم اے ۔ ڈگری تسیم کے قانونی امتحانات میں شامل ہوئے ۔ اور خدا کے **فضل** سے سب کے سب کامیاب ہوئے ۔ **اللھم زد فزد** ۔

الغرض ہر پہلو اور ہر حیثیت سے اس سال کو مبارک پایا ۔ اور اس لئے ہم اوس کو **عام الحزن** نہیں بلکہ **برکتوں کا سال** کہیں گے ۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں ۔ اور دعا کرتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالےٰ اس سال کو مزید بھی اپنی **برکات کا** سال بنا دے ۔ اور سعادتمندوں اور **نیک طینت** ۔ لوگوں کے لئے ہدایت کے راستہ کھول دے تا وہ اوس کے فرستادہ کو دیکھ لیں ۔ اور اسکی طرف آ سکیں ۔ **آمین**

ایڈیٹوریل نوٹس

الحکم کا آئیوالا رنگ

للہ الحمد آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

پچھلے دنوں الحکم کی اشاعت و اہتمام میں جو تقابص پیدا ہوتے رہے ۔ اور خصوصاً پچھلے ڈیڑھ ماہ سے اوس کی اشاعت قطعاً بند رہی ۔ اگرچہ اسنے ہمارے احباب کو اخبار اور خود ہماری نسبت کسی شکایت کا موقع دیا ہو ۔ مگر ہم تو اسکے مشکور ہیں کیونکہ اسی بے قاعدگی کا یہ نتیجہ ہوا ۔ کہ الحکم کی نسبت ہمارے دوستوں اور بزرگوں کی جو خواہشیں تھیں ۔ انکی پورا ہونیکی اسباب ہی پیدا ہو گئے ۔ اور اخبار اپنی شکل و صورت اور اہتمام میں **قومی امتیاز** اور ترقی حاصل کرنیکے قابل ہو گیا ۔ اور الحکم کو اپنے **مشن کا سچا خادم** اور **آرگن** بنانے کی جو تمنا ہمارے دل میں تھی ۔ اسکے پورا ہونیکا وقت آگیا ۔ اور خدا نے ہماری دلی آرزوں اور التجاؤں کو سن لیا ۔ اور اپنی **نیکی** اور **بھلائی** کے **فرشتوں** کے ذریعے ہماری تسائلر کے برآنیکے اسباب مہیا کر دیے ۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک ۔ اسوقت ہم ان مقاصد و اغراض کی تشریح نہیں کر سکتے ۔ **جو الحکم** کی اشاعت سے ملحوظ رکھے گئے ہیں ۔ کیونکہ وہ ایک معین و فیصلہ شدہ ہیں ۔ ہاں یہ کہتے ہیں کہ اب ہم ان مقاصد کو زیادہ وسعت کے ساتھ پورا کر سکنے کی امید کرتے ہیں ۔ بہرحال **اب الحکم** جس رنگمیں نکلے گا ۔ اوسکو ناظرین خود ملاحظہ کر لیں گے ۔ چونکہ پچھلی بیقاعدگی ہی کا نتیجہ ہوا ہے ۔ کہ **اخبار اپنے مرکز** پر پہونچگیا ہے جسکی تمنا اور آرزو دل میں تھی اسلئے ہم اپنے ناظرین سے پہلی ناہموار اشاعت کے لئے معذرت بھی نہیں کرنا چاہتے ۔

گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑیگی

کچھ عرصہ سے **زبان** کی قطع و برید اور پھر اسکے کر رہ جڑ جانے کے متعلق عام خبریں ہمارے کانوں تک پہونچ رہی ہیں ۔ بعض آریہ خصوصاً کس **ہندو اخبار** اسکو اپنی **دیوی ماتا کے کرشمہ** اور خوارق بتلا کر اچھل رہے ہیں ۔ ہم کو اسپر کسی قسم کی علمی بحث کرنیکی اس زمانہ **سائنس** اور **روشنی** میں ضرورت نہیں ۔ کیونکہ **زبان** کے لعاب میں خود زخم بھرنیکی قدرت اور خاصیت موجود ہے اور اسکے زخم خود بہت **جلد** اچھے ہو سکتے ہیں ۔ اور خود **اہل ہنود** ہی میں کا **آریہ فرقہ** اسکے سخت مخالف ہے ۔ اور تجربات نے بھی انکو ایک خاندانی بات ثابت کر دکھایا ہے ۔ اگر **دیوی صاحبہ** اپنے کرشمہ دکھائے بغیر نہیں رہ سکتیں ۔ اور وہ ضرور کسی کنواری لڑکی میں حلول کر کے خوارق دکھانا ہی چاہتی ہیں ۔ تو **دیوتا جی** کے سیوک اور پجاری بہتر ہو ۔ مگر اوس کے سامنے پیش کریں ۔ کہ وہ مادرزاد گونگوں کی زبان کشائی کریں ۔ غیر پیدا کر دیا نہ کریں ۔ ہم کو ان باتوں کی پرواہ نہیں اور نہ ہم یہ بحث کرنیکی ضرورت سمجھتے ہیں ۔ کہ کسی سے پوچھیں کہ کیوں صاحب جب کوئی **کنواری کنیا** کسی **دیوی جی** کا مظہر ہو جاتی ہے پھر اُسے ساری عمر **کیوں** تجرد میں نہیں رہنے دیتے ۔ بلکہ ہمارا مقصد اور منشا صاف گورنمنٹ کو توجہ دلانا ہے ۔ کہ کیوں ان واقعات کو اقدام خود کشی میں نہ رکھا جائے ؟ جس حال میں **منی** جیسی **قبیح رسم** میں دخل دے کر لاکھا عورتوں کی جان بچائی گئی ہے ۔ تو اس فعل سے جو نتائج بد کا نتیجہ ہونے والا معلوم ہوتا ہے ۔ کیوں نہ حکماً روکا جاوے ۔ **موضع دھاروال** ضلع گورداسپور میں خود **دیویاں** ہی ۔ وہ لڑکیاں جو بنام دیوی ماتا مشہور ہو کر زبان چڑھانے آتی تھیں ، **گتھم گتھا** ہو کر دست بدست دیگرے ۔ پا بدست دگرے کی مصداق بنیں ۔ فی الجملہ اس امر اہم کی طرف گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑے گی ۔ ورنہ اندیشہ ہے ۔ کہ یہ فعل کثرت سے جاری ہو کر موجب خلل امن عامہ ہو ۔

سرکاری ملازم ہیں یا مذہبی واعظ ؟

چند روز ہوئے **موضع قادیان** ہی میں ایک صدر قانونگو صاحب بتقریب دورہ تشریف فرما ہوئے اور ضمنی طور پر آریہ سماج کے اپدیشک کا بھی کام کرنے لگے ۔ اور خوب دھڑلے سے **اسلام اور بانی اسلام** علیہ الصلوٰۃ والسلام پر **حملے** کئے ۔ ہم حیران ہیں ۔ کہ یہ لوگ سرکاری ملازم ہو کر کیوں اپنی ڈیوٹی کو نہیں سمجھتے جو لوگ کھلم کھلا اپنے خیالات مذہبی کو بطور واعظ ظاہر کریں پھر کیا بحیثیت سرکاری ملازم ان سے امید ہو سکتی ہے ۔ کہ وہ اپنے مخالف الرائے **فریق** سے بھی وہی سلوک کریں ۔ جو اپنے موافق بھائیوں سے کرتے ہیں ۔ ہم کو اس معاملہ پر زیادہ وضاحت سے لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ اور ضلع گورداسپور کے **بیدار مغز** ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی توجہ موجہ منعطف کرانی پڑیگی ۔ مزید حالات پھر لکھیں گے ۔

تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۸ کی توسیع کی ضرورت

بارہا اس ضرورت کو محسوس کیا گیا ہے کہ مقدمات اغوا کے متعلق دفعہ کو توسیع کیا جاوے ۔ عموماً اغوا کا الزام مردوں ہی پر لگایا جاتا ہے ۔ حالانکہ واقعات اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے ۔ کہ بسا اوقات اس جرم کی مرتکب عورتیں ہی ہوتی ہیں ۔ اور پھر بھی مرد ہی کھینچے جاتے ہیں حال میں ایک مقدمہ موضع قادیان میں ایک ذیلدار کی لڑکی کے اغوا کا ہو رہا ہے ۔ جسکی بابت نام چہ چاہیل ہو رہی ہے ۔ پولیس نے نہایت کوشش اور محنت سے تفتیش کی ہے ۔ ہم مقدمہ پر اسوقت کوئی رائے نہیں دیتے بجز اسکے کہ قانون انگریزی میں ہر فریق خواہ مرد ہو یا عورت شامل ہیں ۔ لیکن اس اغوا کی دفعہ میں عموماً مردوں ہی کو سزا ہوتی ہے باوجودیکہ وہ خود اکثر اغوا کئے جاتے ہیں ایسی بہت سے مثالیں موجود ہیں امید ہے کہ گورنمنٹ اسطرف توجہ ہو گی ۔

آریہ سماج میں گرم جنگ

مقتول لیکھرام کے جنازہ پر بہت سی تقریروں کے بعد آریہ سماج کی دو متضاد فریقوں کو باہم ملانے کی کوشش معلوم ہوتا ہے بالکل بے سود اور اکارت جائیگی ۔ کیونکہ باہمی تفرقہ پردازی کے سامان پھر موجود ہو گئے ہیں ۔ اشتہار بازیاں شروع ہیں بلکہ اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ لاہور کی کالج پارٹی نے لیکھرام میموریل فنڈ میں جو چندہ دیا ہے یا جو ہمخیال اشخاص نے مختلف مقامات سے دیا ۔ اسکو واپس [illegible]

طاعون پر سیدنا مرزا صاحب کا اعلان

اور پیسہ اخبار لاہور کی غلط فہمی

نہ ترسید ز خدائے بی بنا رحمت نہار۔ نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسی نکو کار۔
من از ہمدردی گفتم تو ہم خود فکر کن بارے۔ خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیار

ہماری شومی اعمال سے طاعون نے ہندوستان کے بعض مشہور شہروں کے بھسم کرنے سے سیر نہ ہو کر پنجاب میں بھی ڈیرا آجمایا ہے۔ اور ضلع **جالندھر** اور **ہوشیارپور** کے بعض دیہات میں یکے بعد دیگرے اپنا قبضہ کر کے پنجاب کے باشندوں کو عموماً اور حکام کو خصوصاً ایک گھبراہٹ اور تذبذب میں ڈال دیا ہے۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ انسداد وبا کے لئے فرو گذاشت نہیں کیا۔ بعض دریدہ دہن لوگوں سے سب و شتم بھی سنا۔ مگر بایں ہمہ اپنی فراخ دلی اور اُس درد دل سے مجبور ہو کر جو رعایا کی تکلیفوں پر اُسے اس سے زیادہ پہونچتا ہے۔ جیسے بچہ کی تکلیف پر ماں کو وہ اپنی **جائز** اور **مناسب** تدابیر انسداد وبا سے بے فکر نہیں ہوئی۔ اور جہاں تک بن پڑتا ہے۔ وہ کوشش کر رہی ہے۔ کہ اس نامراد مرض سے رعایا کو بچاوے۔

طاعون کے اس بے طرح پھوٹنے اور نہ رکنے والے عذاب نے ہر ایک دل میں جو **بنی نوع انسان** سے کچھ بھی تعلق رکھتا اور انسانی خصائص اپنے اندر رکھتا ہے۔ دیار و قصبات اور اُن کے مغضوب باشندوں سے خصوصاً اور عام خلق اللہ سے جو اس خطرہ میں ہے عموماً ایک قسم کی ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ اور یہی جوش ہمدردی نے جو **بنی نوع انسان** کے ساتھ کسی **مامور من اللہ** کو ہوتی ہے۔ ہمارے **سید و امام** جناب مرزا **غلام احمد** صاحب قادیانی **ادام اللہ فیوضہم** کو بھی بے قرار اور بے چین کر دیا۔ چنانچہ اول اپنی جماعت کو مختلف مقامات میں صدہا خطوط **توبہ و استغفار** اور خشوع و خضوع سے دعائیں مانگنے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی تاکید پر مشتمل لکھے اور خود توجہ کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن پر بذریعہ رویا و الہام اس وبا کے متعلق چند باتیں ظاہر کر دیں۔ جو آپ نے اس اشتہار میں جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو **طاعون** کے عنوان سے بکثرت چھپوا کر پنجاب و ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں اور مشہور آدمیوں میں بھیج کر تقسیم کیا۔ اور اس طرح پر **اعلام الٰہی** سے لوگوں کو متنبہ کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے۔ چنانچہ اُسی اشتہار کے خاتمہ کے اشتہار میں سے دو شعر ہمارے اس آرٹکل کے بھی زیب عنوان ہیں۔ یہ **اشتہار** جیسا کہ **سیدنا مرزا صاحب** کا عام دستور ہے۔ **اخبار والوں** کے پاس بھی بھیجا گیا۔ اصل غرض اس اشتہار کی ان کے پاس بھیجنے سے یہ تھی۔ کہ **اخبار نویس** بھی جو اپنے آپ کو **زبان خلق** سمجھتے ہیں۔ اور **ملکی ریفارمیشن** کے لمبے چوڑے دعوے کرتے اور **بھلائی عام** کی صدائیں لگاتے ہیں۔ اُس کو اپنے اخبارات میں شائع کر کے ایک **ہمدرد ملک و قوم** کی دل سوز باتوں سے آگاہ کر دیں۔ ہم ابھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ کتنے **اخبار نویس** اسکے اصل مطلب کو پورا کریں گے۔ مگر اتنا ہم **افسوس** اور سخت **شوک** سے کہتے ہیں کہ ہمارے اکثر معاصرین نے **وباء طاعون** کے متعلق کچھ بھی فائدہ اوس پبلک کو نہیں پہونچایا۔ جسکے **ریپریزنٹیٹو** اور **ایڈووکیٹ** وہ کہلاتے ہیں۔ اور ہم کو یہ کہنے میں بھی تامل ہے۔ کہ گورنمنٹ کے لئے بھی وہ اس **معاملہ طاعون** میں سچے مشیر ثابت ہوئے ہیں۔ بلکہ ان کی رفتار اور دوڑ دھوپ کی حد **قانون طاعون** پر ہی جرح قدح رہی ہے۔ کہیں چھوت چھات پر لمبی چوڑی مباحث اور مذہبی دست اندازی کا جامہ پہنا کر دکھایا گیا۔ اور کہیں جبر و اکراہ اور بے حرمتی کے ڈراونے لباس پہنائے گئے۔ الغرض جب تک ہم کو غور کا موقع ملا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اُن مضامین سے جو **طاعون** کے متعلق ہمارے معاصرین نے لکھے۔ کوئی معتد بہ فائدہ پہونچا ہو۔

المختصر یہ اشتہار جیسا کہ ابھی اوپر ذکر ہوا **اخبار نویسوں** کے پاس بھی گیا ہے۔ اور لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار میں اُس کا کچھ حصہ کسی قدر **تحریف** کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جس پر

ایڈیٹر صاحب نے اپنا حاشیہ بھی چڑھا دیا ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایڈیٹر صاحب کو اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت ہی کیا آپڑی تھی۔ کیا اس اشتہار میں کوئی ایک بھی بات ایسی تھی۔ جو معقول اور قابل تسلیم نہ ہو۔ بقول اس کے الہام اور پیش گوئی کے حصہ کے سوا باقی سب باتیں معقول ہیں **بلکہ بہت معقول** ہیں۔ اور اُن کو **قیمتی مشورہ** بتلایا گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے الہام اور پیش گوئی کے لفظوں کو چھوڑ کر جو باتیں اُنکے ضمن میں **سیدنا مرزا صاحب** نے بیان فرمائی ہیں۔ کیا وہ واجب التسلیم نہیں ؟ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار نے اُن کے **معقول۔ مؤثر**۔ واجب التسلیم ہونے سے کہیں انکار نہیں کیا۔ **البتہ** اسکو اگر چڑ ہے۔ تو الہام اور پیش گوئی کی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ پیسہ اخبار جو سعدی علیہ الرحمۃ کے اقوال کو یہاں تک پسند کرتا ہے۔ کہ اُس کے اخبار اور **ایڈیٹوریل** میز کے سامنے **موٹو** بھی اُس کے ہی چیدہ اقوال میں) اور نہیں تو

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

پر ہی عمل کر لیتا۔ اور اپنے ناظرین کو اُس برکت سے حصہ لینے کے لئے آمادہ کرتا۔ اور کم از کم اس اشتہار پر خود عمل کر کے اور اوروں سے کرا کر آزما تو لیتا۔ پھر کچھ لکھنے کی جرأت کرتا۔ بہر حال یہ دانشمندی اور زیرکی نہیں۔ کہ خواہ نخواہ مخالفت کا قلم اٹھایا جاوے۔ ہاں اگر اس سے حصول امتیاز غرض ہو تو یہ امر دیگر ہے۔

پیسہ اخبار کے اس آرٹیکل کا لب لباب اور خلاصہ

مندرجہ ذیل امر ہیں۔

اولاً۔ طاعون باوجود انسداد کی تدابیر کے بڑھتی جاتی ہے۔ جس سے اُسکی ترقی کا اندیشہ قدرتی امر ہے۔

ثانیاً۔ سیدنا مرزا صاحب کی رائے دربارہ ترقی وبا کوئی الہامی پیشگوئی کا پہلو نہیں رکھتی ہے۔ عام آدمی بھی ایسا کہہ سکتے ہیں۔

ثالثاً یورپ میں کثرت فواحش پر وہاں وبا نہیں پھیلی۔ گویا فواحش کی وجہ سے نہیں۔

رابعاً۔ عالم رویا صادقہ میں جو باتیں نظر آتی ہیں۔ وہ بعض میں ضرور واقع ہوتی ہیں۔ تقدیر معلق کے طور نہیں ہوتیں۔

خامساً۔ سیدنا مرزا صاحب کا کچھلی پیدا کرنے والی دوا کو دفع **طاعون** کے لئے بتلانا۔ اور پھر توبہ و استغفار بھی بتلانا۔ دونوں میں سے ایک بے سود ہے۔ کیونکہ اگر اول الذکر دوا فائدہ کر سکتی ہے۔ تو پھر آخر الذکر کی کیا ضرورت علیٰ ہذا القیاس بصورت آخر الذکر کے درست ہونے کے اول الذکر رائگان ہے۔

سادساً۔ سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار کا باقی حصہ بہت **معقول۔ موثر۔ قیمتی مشورہ۔** اور بہت **عمدہ۔ مدلل** ہے۔

مندرجہ بالا چھ امر ہیں۔ جو پیسہ اخبار کے مضمون سے بطور تلخیص ہم نے لئے ہیں۔ اور اب ہم جداگانہ طور پر ہر ایک پر مختصر سے ریمارک کرتے ہیں۔ امر ششم چونکہ خود پیسہ اخبار کے نزدیک بہت باوقعت اور معقول ہے اور وہ اُسے تسلیم کرتا ہے۔ اس لئے اس پر کچھ بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہ ہوگی۔

امر اول۔ یعنے **طاعون** کا باوجود انسداد کی تدابیر پر کثرت توجہ کرنے کے اُس کا نہ رکنا ایک ایسا امر ہے کہ اُسکے پھیلنے کو لازم پڑا ہوا ہے۔ اس لئے پیسہ اخبار کے زعم میں اگر کوئی شخص اس کو الہامی رنگ میں بیان کرے تو معاذ اللہ قابل پذیرائی نہیں۔ ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار **آلہیات** اور روحانی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرا مانہیں کرسکتا۔ اپنے اسی آرٹیکل کے ابتدا میں وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ جالندھر کے قصبہ کھنگر کلاں میں جب اول اول وبا پھیلی۔ تو حکام کی پوری توجہ اور کوشش سے زیادہ زور نہ پکڑنے پائی۔ اس جگہ گویا وہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد کی تعریف کرتا ہے۔ اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ تدابیر انسداد سے دوسرے لفظوں میں انسداد کلی ہو سکتا ہے۔ مگر ہم کو افسوس ہے کہ پیسہ اخبار کی یہ تعریف نری خوشامد سمجھی جائیگی۔ کیونکہ **بمبئی** اور **پونا۔ سشولا پور** کی حالتوں نے اور خود **ضلع جالندھر** کے وبازدہ دیہات اور بقول پیسہ اخبار ہی ان انسداد کی تدابیر نے کچھ فائدہ نہیں پہونچایا۔ اب اگر وبا کو **آسمان** سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جو پیسہ اخبار جو قانون **اسباب** کو نہایت عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ وہی بتلاوے کہ کیوں کامیابی اور پھر پوری کامیابی نہیں ہوتی۔ اور وبا کے پھیلنے کے اندیشہ کا دامن دراز ہی ہوتا جاتا ہے۔ اس سے غور کرنے والوں کے لئے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ **تدبر** کریں۔ کہ یہ **عذاب آلہی** ہے۔ جو شامت اعمال سے پیدا ہوا ہے۔ اور اُس کا پتہ وہی **یقینی** طور پر دے سکتا ہے۔ جو **آسمانی فراست** اور **سماوی قیافہ** اپنے اندر رکھتا ہو۔ ارضی اور سطحی فراست کا اگر یہ کام ہوتا تو اب تک اسقدر تدابیر میں کامیابی ہو گئی ہوتی۔ پیسہ اخبار کو خصوصاً اور عوام کو عموماً معلوم ہو کہ **سماوی عذاب** بلا وجہ نہیں ہوتے۔ جیسا ہم نے اپنے سب سے پہلے آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔ ان کی وجہ نفس الامر میں انسان کی بداعمالیاں ہی ہوتی ہیں۔ اور اس پر اضافہ اور طرہ کسی **مامور** کی بعثت ہو جایا کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ **ماکنا معذبین حتٰی نبعث رسولاً۔** یعنے عذاب آلہی آنے سے پیشتر کسی **مامور کی بعثت** ضرور ہوتی ہے۔ **عذاب آلہی** اور **بعثت مامور** دو لازم ملزوم امر ہوتے ہیں اور اگر یہ سوال پیدا ہو۔ کہ **مامور رحمت الہیہ** کا مظہر ہوتے ہیں نہ **عذاب آلہی** کا موجب؟ تو اُس کے جواب میں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اُس کا وجود **رحمت آلہی** ہی کا تو مظہر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی **آن کر** یہ بتلاتا ہے۔ کہ **عذاب آلہی** آنے والا ہے۔ **توبہ** اور **استغفار** سے بچ جاؤ۔ اگر بچنا چاہتے ہو۔ پھر **استہزا** کرنے والے پکڑے جاتے ہیں۔ اور **سعادتمند** امتیاز حاصل کرکے بچ جاتے ہیں۔ اور چونکہ اُس کی **بعثت** لازم ہوتی ہے۔ **دنیا کے اعمال بد** کو کیونکہ اگر کسی چیز کی اصلاح مقصود نہ ہو۔ اور کوئی چیز قابل اصلاح بھی نہ ہو۔ تو پھر **مامور** کے **مبعوث** ہونے کی حاجت ہی کیا ہو؟ پس یہ اللہ کریم کا خاص فضل ہوتا ہے۔ کہ وہ عذاب نازل کرنے سے پیشتر ایک **نذیر** بھیجدیتا ہے۔ جس کے بعد **عذاب آلہی** تیار ہوتا ہے۔ بشرطیکہ **رجوع الی اللہ** اور **توبۃ النصوح** نہ کی جاوے۔ یہ ایک سچا امر اور **فیکٹ** لا امر واقعی ہے۔ دنیا کے عذابوں کی تاریخ اور **ماموران من اللہ** کی **بعثت** کی ہسٹری پر جہاں تک جی چاہے نظر کرکے دیکھ لو۔ اور اس میں یہ **راز** اور **سر** یہ ہوتا ہے۔ کہ **مامور** کے آنے پر **عذاب آلہی** ضرور ہی کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے۔ تاکہ طبیعتوں میں **بیداری** اور خواب غفلت سے چونک اُٹھنے کا مادہ پیدا ہو۔ اور خود قرآن نے ہی اسکو بھی بیان کیا ہے جیسا کہ فرمایا **وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالبأساء والضراء لعلھم یضرعون۔** گویا عذاب آلہی کے نزول کی فلسفی یہی ہے۔ کہ وہ کسی **مامور من اللہ** کے آنے پر آتا ہے اور اس لئے آتا ہے۔ **لعلھم یضرعون۔** تاکہ انہیں **تضرع** کا مادہ پیدا ہو۔ اب اس عذاب الٰہی کو جو اس وقت **طاعون** یا دوسرے خوفناک شکلوں میں مختلف امصار و دیار میں پھیل رہا ہے

تشنیع اور خضوع پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں اور یہ بتانا اسی کا فرض ہے۔ جو آسمانی سماوی فراست لے کر آوے اور جیسا ابھی بیان کیا۔ اُس کی بعثت جو مخلوق اللہ کی شامت اعمال کا موجب ہوئی ہے اس عذاب کا باعث اُس صورت میں ہو جاتی ہے جب وہ رجوع الی اللہ نہ کریں۔ تو اس عذاب کا علاج اور مداوا وہی مسیحا ہو سکتا ہے۔ جس کی آمد کا وہ ایک تجربہ ہے۔ اور اس وقت بھی موجودہ تدابیر انسداد نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ طاعون اُس وقت تک دور نہیں ہونے کی۔ جب تک اُس مداوا اور علاج پر غور نہ کی جائے گی۔ جو فطرت انسانی بھی بتلاتی ہے۔ کہ توبہ اور رجوع الی اللہ کیا جاوے۔ کیونکہ عام طور پر جب کوئی مصیبت اور بلا آتی ہے تو خواہ مخواہ انسان کے اندر ایک بے چین کرنے والی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو انسان کو رجوع الی اللہ کا سبق دیتی ہے پس جیسے یہ امر بالکل طبعی کہ انسان وبا اور ہیبت ناک مری کے دنوں میں خواہ مخواہ اُس گھر اور گاؤں کو جہاں وہ رہتا ہے۔ چھوڑنا چاہتا ہے۔ جو ہماری گورنمنٹ کی مجوزہ تدابیر کا منشا ہے۔ وہاں ساتھ ہی اپنے اندر انکساری اور تذلل کا خیال بھی پاتا ہے۔ جو اسے توبۃ النصوح کی طرف رہبری کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس سے فائدہ اٹھاوے۔ اور یہی سیدنا مرزا صاحب کا منشا ہے۔ جو اُن پر ظاہر ہوا۔

امر دوم۔ کی نسبت ہم اسی قدر کہیں گے۔ کہ یہ مادہ پرست اقوام کا خیال ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی باتیں عام حالت موجودہ کو دیکھ کر ایک معمولی آدمی بھی کہہ سکتا ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر عام قیافہ شناسی اور موقعہ بینی اپنے مقصد میں کامیاب کر دینے والی ہوتی ہے۔ تو ذرا ایڈیٹر صاحب توجہ فرمائیں۔ اور ایڈیٹوریل میز کے سامنے بیٹھ کر سوچیں۔ کہ بمبئی سے چھلانگ مار کر وہ ارکوٹھ شکر کلاں ہی پہنچا تھا۔ جہاں بمبئی کا کوئی کارڈ تک بھی نہیں جاتا ہوگا۔ پھر جائے کہ کوئی وبا زدہ آدمی اس مرض کو وہاں پہنچاتا۔ اور پھر وہاں سے ضلع ہوشیارپور میں جاتی۔ اور پھگواڑہ کو پاس سے چھوڑ جاتی۔ اور اگر انسانی دانش اور عام فراست ان باتوں کی تہ تک پہنچ سکتی تو ایڈیٹر صاحب کی دانش و فراست سے بھی تیز ہی ہوئی گورنمنٹ کے لائق اور دقیقہ رس میڈیکل آفیسرز اپنی تدابیر میں ذرا بھی فیل نہ ہوتے۔ اور گورنمنٹ کو اس قدر تذبذب اور ہراساں نہ ہونا پڑتا۔ جو اب اُس کو اپنی رعایا کی بری حالت دیکھ کر ہونا پڑا۔ اور لکوکھا روپیہ کا خرچ کرنا پڑا وہ نہ کرنا پڑتا۔ پیسہ اخبار ہی گورنمنٹ اور ملک پر رحم کرے۔ اور اپنے گیارہ سالہ تجربہ سے کوئی ٹوٹکا بتلادے۔ جس سے یہ وبا دور ہو۔ اور پھر ملک بھر سے دعائیں اور گورنمنٹ سے خطاب و اعزاز لے مگر نہیں یہ نہیں ہوگا۔ جب تک دلوں کی صفائی اور نیت بخیر نہ ہوگی؟

امر ثالث کی نسبت ہم حیران ہیں کیا کہیں اور کیا نہ کہیں۔ پیسہ اخبار سا دانشمند ایڈیٹر ایک ایسا امر پیش کرتا ہے جس کو شاید کوئی معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا۔ وہ تو ایک ریفارمر اور مدبر ہے اور سوشل اور مارل حالات پر بحیثیت ایڈیٹر گہری نگاہیں کرنے والا ہے۔ کیا وہ نہیں سمجھتا کہ بداطواری اور سیہ کاری بجائے خود کس قدر عذاب الیم ہے جس شخص کی اخلاقی حالت بگڑ جاوے۔ اور وہ عبودیت کے درجہ سے گر جاوے۔ اس سے بڑھ کر کون مبتلائے عذاب ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں عذاب الٰہی کو طاعون سے مخصوص کرنا بھی ہم نہیں سمجھتے۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ عذاب الٰہی مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ طاعون۔ زلزلہ۔ مسخ عادات۔ قحط۔ جنگیں۔ وغیرہ وغیرہ بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اب کیا پیسہ اخبار ۶۹ء کو مصیبتوں کا سال لکھنے والا بھول گیا کہ یورپ کس قدر مشوش رہا ہے اور ہے۔ اور ہمارے نزدیک تو یورپ کا بدکاریوں۔ کو بدکاری نہ سمجھنا ہی عذاب شدید ہے۔ ہماری اس فقرہ سے وہ لوگ زیادہ لطف اٹھا سکیں گے جو روحانیات اور الٰہیات کا کسی قدر بھی مذاق رکھتے ہیں۔ یورپ کا ایک ایک ملک سخت خطرناک تشویشوں۔ خطروں۔ اور فکروں کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ یورپ والے بدکاریاں کر کے بھی بچے ہوئے ہیں۔ ٹھیک نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ افسوس آتا ہے۔ کہ بدکاریوں پر مختصر کرنا بھی کوئی راحت اور آسائش ہو سکتی ہے۔ کاش یہ لوگ دل رکھتے۔ اور دیکھ سکتے۔ کہ یہ عذاب روح کو کیا صدمہ پہونچانے والا ہے۔ اور ہم تو دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا ایسا عذاب کسی ملک پر نازل نہ کرے۔ خداشناسی اور خدا پرستی کا اُٹھ جانا۔ ابدی جہنم ہے۔ اور یہ وہ عذاب ہے۔ جس کا لاعلاج ہو جانا ناممکن نہیں۔ خدا یورپ کی حالت پر رحم کرے۔ ان حالتوں کے بعد تباہی آجایا کرتی ہے۔ پیسہ اخبار اگر دانشمند ہے۔ تو دنیائی تہذیب اور روشن دماغ اور پھر ایسی فواحش میں مبتلا اقوام کی تاریخیں پڑھے۔ یورپ کی حالت دیکھ کر ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ جگر پھٹا جاتا ہے۔ اور اُس کے مقابلہ میں ہند کو بہتر ترجیح دیتے ہیں کہ وہ ابھی اس دائمی اور تباہ کرنے والے عذاب میں مبتلا نہیں ان ساری باتوں کے علاوہ ہم یہ امر بھی جتلانا چاہتے ہیں۔ کہ بقول اُستاد ذوق ؎

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو ✦ تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

پیسہ اخبار یورپ کو اپنے حال پر چھوڑے اور اپنا فکر کرے۔ اپنے اہل ملک کا فکر کرے۔ جو فی الحال اس آفت میں مبتلا ہیں۔ اور یا خطرہ میں ہیں سنن الٰہیہ میں سے یہ بھی ایک سنت ہے۔ کہ جس کی نظیر عام قانون میں بھی ہم پاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یا قوم کسی قسم کی برائیاں اپنے اندر رکھتی ہو۔ اور با ایں ہمہ عام خلق اللہ کو اس سے فوائد کثیر بھی پہونچتے ہوں۔ تو وہ فواید من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے موافق کسی وقت تک اُن کی رستگاری کا موجب ہوتے جاتے ہیں۔ اس لیے اہل یورپ نے اہل ہند اور دنیا کو بڑے بڑے فوائد پہونچائے ہیں۔ اور اُن میں سے ہی ایک ہماری گورنمنٹ ہے۔ جسکے زیر سایہ ہم بہت امن آسایش سے رہتے ہیں پس یورپ پر سردست عذاب نہ آنے کی یہ بھی ایک وجہ موجہ ہے

اور اونکی نیک نیتی عام فائدہ رسانی کسی وقت مقررہ تک اس زہر کے لئے تریاق بنی ہوئی ہے۔ جو بعض دوسری کمزوریوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے پیسہ اخبار کا ایسا خیال بالکل بے مطلب اور بے معنی ہے اور سنن الٰہیہ پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔

امر چہارم کی نسبت بھی ہم کو افسوس کرنا پڑتا ہے۔ کہ پیسہ اخبار اس کوچہ سے ناواقف اور نابلد معلوم ہوتا ہے۔ اگر اس نے مکاشفات اور رویاء صادقہ کی فلاسفی اور ماہیت پر غور کی ہوتی۔ یا غور کرنیکی کوشش کی ہوتی تو اسے یہ مصیبت پیش نہ آتی۔ اور یا کم از کم وہ قرآن کریم بھی تدبر سے پڑھتا۔ تو ایسی فاش غلطی نہ کھاتا۔ جن لوگوں کو مکاشفات اور رویاء اور الہامات پر کوئی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اوس کی رائے پر ہنسیں گے۔ کہ یہ پیسہ اخبار کیا کہتا ہے۔ کہ قضاء مبرم کے سوا رویا صادقہ میں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ ہم رویاء صادقہ پر کوئی مبسوط مضمون دوسرے وقت پر لکھیں گے۔ جس میں اوس کی فلسفی خوب کھول کر بیان کریں گے۔ اس مختصر مضمون میں جو باوجود اختصار طویل ہوگیا ہے۔ زیادہ گنجائش نہیں پاتے۔ یہ ایک مسلم بات ہے کہ انذار اور تخویف کے متعلق جو پیشگوئی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ مشروط ہوتی ہیں۔ معاذ اللہ خدا چڑچڑا مزاج نہیں رکھتا۔ کہ بندوں کے استغفار اور رجوع پر بھی وہ یہی ضد کرے۔ کہ نہیں میں تو تمہیں مار کر ہی دم لوں گا۔ بلکہ وہ تواب الرحیم خدا ہے۔ اور اس لئے عذاب نازل کرنے سے پیشتر اتمام حجت کرتا ہے۔ جو اسکے کمال فضل اور رحم کی دلیل ہے۔ اور یہ کہنا کہ رویاء صادقہ میں تقدیر مبرم ہی نظر آتی ہے۔ بڑی بھاری غلطی ہے۔ قرآن کریم اور دیگر صحف انبیاء اور اولیاء اللہ کے ملفوظات اور واقعات ایسی باتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ کہ جب کبھی عذاب اور انذار کی خبریں بذریعہ مکاشفات یا الہام اللہ تعالےٰ نے ان پر ظاہر کی ہیں۔ وہ کبھی بھی مبرم نہیں ہوئیں حضرت یونسؑ کا قصہ اور قوم ثمود و قوم لوط اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے حالات قرآن کریم میں بصراحت موجود ہیں۔ پیسہ اخبار خود تدبر کرے۔ اور ہمارے ناظرین بھی سوچیں۔ اور اس بات کو بحضور قلب یاد رکھیں۔ کہ اگر عذاب الٰہی اٹل ہو۔ تو پھر دنیا میں نذیروں کے آنے کا کیا فائدہ؟ کیا خدا (معاذ اللہ) عبث کام بھی کیا کرتا ہے؟ ایسا خیال اور اعتقاد رسالت کے سلسلہ پر پانی پھیرنے والا ہے۔ قرآن کریم بھی ان باتوں کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ ہم صرف حضرت نوحؑ کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو سورۃ نوح میں مرقوم ہے۔

انا ارسلنا نوحًا الی قومہ ان انذر قومک من قبل ان یأتیھم عذاب الیم۔ قال یا قوم انی لکم نذیر مبین۔ ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون۔ یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمّی۔ پ ۲۹

اب ان مقدس آیات پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تقوی اور اطاعت اور رجوع الی اللہ سے عذاب الیم کو ٹلا دیتا ہے۔ اور دردناک موت سے جو قبل از وقت بصورت عذاب آجاتی ہے۔ بچا لیتا ہے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ ان آیات ہی پر غور مزید کرکے مزید العمر کا اصول اور مسئلہ نکالا گیا ہے۔ جس کو کسی دوسرے وقت پر فلسفیانہ رنگ میں ہم بیان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اب پیسہ اخبار کا یہ کہنا کہ رویا صادقہ میں قضائے مبرم ہی دکھائی جاتی ہے۔ یہ بداہت باطل ثابت ہوتی ہے۔ ہم کو افسوس تو یہ ہے۔ کہ پیسہ اخبار باوجود مسلمان ہونے کے ایک ایسے مہتمم بالشان مسئلہ کے خلاف چلا ہے۔ جس پر ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایمان بالرسالت کا دار و مدار ہے۔ ہمکو پیسہ اخبار سے امید کرنی چاہئے۔ کہ وہ اپنی اس عظیم الشان غلطی کی اصلاح کرے گا۔ اور بذریعہ اخبار اس کو شائع کر دے گا۔ تاکہ اس کی ۱۵۔ فروری والی تحریر کسی سادہ لوح کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوکر اس کے عذاب کا باعث نہ ہو جاوے۔

امر پنجم کی نسبت اب ہم نہیں سمجھتے کہ مندرجہ بالا امور کی توضیح کے بعد بھی دقت باقی رہے۔ پیسہ اخبار کی یہ غلطی ہے کہ سیدنا مرزا صاحب نے وباء کا آنا یقینی طور پر مان لیا ہے۔ اور اس کو قضاء مبرم سمجھ کر پھر صدقات اور پاک تبدیلی کی تعلیم دی ہے۔ سیدنا مرزا صاحب نے جہاں اس رویا کو لکھا ہے۔ اوسکے ساتھ ہی رویا ختم کرتے ہی اپنا وہ الہام لکھا ہے۔ جسکو ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ پیسہ اخبار نے محرف کردیا ہے اور اسکا ایک جزو بلکہ جزو اعظم ہضم کرلیا ہے۔ جو دانشمند دیانت دار کے بدنام کرنیوالی غلطی ہے۔ اصل الہام یہ ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم انہ اوی القریۃ

آخری حصہ انہ اوی القریۃ کو پیسہ اخبار ہضم کرگیا ہے۔ جو بہت ضروری تھا۔ خیر ہم اسکو فروگذاشت سمجھ لیں گے۔ ہاں تو اول سیدنا مرزا صاحب نے طاعون کی آمد پنجاب کو قضائے مبرم نہیں کہا۔ قضاء معلق قرار دیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ ہر دو علاج جو سیدنا مسیح الزمان نے روحانی قواعد کے راز سے استفادہ کرکے ایک تو ظاہری علاج بتلایا ہے۔ اور دوسرا روحانی۔ ہمکو افسوس ہے۔ کہ ایک میٹریلسٹ اور اسباب پرست دہریہ بھی اسکو متناقض نہیں کہہ سکتا۔ ایک بیمار کیلئے دواء اور غذا دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہوتا ہے۔ یا دواء اور پرہیز غرض کہ ایک عام مریض کے لئے بھی دو ہی سلسلہ ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں کوئی کام نہیں جو دو سلسلوں سے وابستہ نہ ہو۔ ہم تفصیل کر دیتے اگر گنجائش اور طوالت مانع نہ ہوتی۔ بہرحال جیسے ایک مریض کے لئے دوا دفع مرض کے لئے دی جاتی ہے۔ اور مناسب غذا (جس کے اجزا ایک طرف تو دوا کی خاصیت رکھتے ہوں۔ دوسری طرف بیماری کی زائل کردہ قوت کو نشو و نما دینے والے ہوں) طاقت کے پیدا ہونے کے لئے دی جاتی ہے۔ اسی طرح نظام روحانی میں بھی یہ سلسلہ یوں ہی چلتا ہے۔ خارش پیدا کرنے والی دوا جو بتلائی گئی ہے۔ وہ بطور پرہیز یا غذا کے ہے۔ اور اصل علاج وہ توبہ اور استغفار ہے۔ جسکی طرف سیدنا مرزا صاحب نے (فداہ روحی) زور دیا ہے۔ اور عام خلق اللہ کو کثیر التعداد اشتہار چھاپ کر اطلاع اور

تسلیم ہی نہیں کرتے۔ مبارک ہیں وہ لوگ اور سعادت مند ہیں۔ وہ سعید و خلیق جو دنیا میں آ کر ہوشمند ہیں اور سمجھ کی باتوں پہ کان رکھتے ہیں۔ اور نہ صرف اُسے سُن لیتے ہیں۔ بلکہ اُس پر عمل کرنے کے لئے مستعد ہو کر اس دردناک عذاب سے بچنے کا سامان پیدا کر لیتے ہیں۔ جو دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور شریروں کو تم کر دیتا ہے۔ قابل افسوس اور واجب الرحم ہیں وہ نا عاقبت اندیش جو استہزا اور ٹھٹھے سے ان کو دیکھتے اور تمسخر سے ان پر سے گذر جاتے ہیں۔ اور اپنی ہلاکت کا سامان اپنے ہاتھوں پیدا کر لیتے۔ اور اوروں کے لئے موجب عبرت ہو جاتے ہیں۔ (ربنا لا تشمت بنا الاعداء و لا تجعلنا فتنۃ للظالمین) ہمکو اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس کا یہ علاج کہاں تک مفید ہے۔ پیسہ اخبار خود ہی معترف ہے۔ کہ شامت اعمال کا نتیجہ عذاب ہوتا ہے۔ اور وہ ناپاک تبدیلی ہی سے دور ہو سکتا ہے۔ چنانچہ نادر شاہ کے قتل دہلی کے واقعہ کی مثال دیکر خود ہی دلیل ہو گیا ہے۔ گو ہم جانتے ہیں کہ اُس نے اس خیال اور نظر سے یہ شعر

دیدہ عبرت کشا و قدرت حق را ببیں
شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

نہیں لکھا۔ بلکہ اس خیال سے لکھا ہے۔ کہ یہ خیال کہ عذاب الٰہی بندوں کی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے سیدنا مرزا صاحب ہی کا نہیں۔ اور استہزاءً اور یہ خیال خویش تاریخی ثبوت پیش کرنے کی نیت سے لکھا ہے۔ مگر اچھا ہوا۔ کہ یہ واقعہ ہی اُس کو ملزم کرتا ہے اس واقعہ قتل عام سے صاف معلوم ہو گیا ہے۔ کہ جب تک لوگوں نے اپنے فعل شنیعہ یعنے بدظنی اور بدسلوکی سے توبہ کر لی اور نادر شاہ کی زندگی کے قائل ہو کر شمشیر گلے میں ڈالے رجوع نہ کی قتل کا ہاتھ بند نہ ہوا۔ دیکھو جب ایک دنیا دار بادشاہ رجوع سے چھوڑ سکتا ہے۔ تو کیا خدا تعالےٰ کو وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اب سمجھتے ہیں کہ پیسہ اخبار کی تمام باتوں کا جواب آ چکا۔ اس لئے اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُس کو سوچنے والا دل بخشے۔ اور ہمکو بھی عمل حسنہ کی توفیق دے تاکہ ایسا نہ ہو۔ ہم اس بات کو معلوم کر کے بھی اُس پر عامل نہ ہوں۔ اور زیادہ جوابدہ اور مورد عذاب ہو جاویں۔ ربنا وقنا عذاب النار۔ اے الٰہ العالمین ہم کو توفیق عمل نصیب کر۔ اور ایک نیا دل عنایت کر جو تیری عظمت کو قبول کرے۔ اور تیری طرف تیری ہی طرف جملہ آفات و بلیات سے بچنے کے لئے بھاگے۔ آمین۔

بالآخر ہم چاہتے ہیں۔ کہ اتنا اور کہدیں۔ کہ سیدنا مرزا صاحب نے جن باتوں کی ہدایت کی ہے۔ اُن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

اوّل ہماری گورنمنٹ نے جو تدابیر حفظ ماتقدم یا تدابیر انسداد کی صورت مرض طاعون سے بچنے کے لئے کی ہیں۔ وہ فطرتی اور انسانی خواہش کے موافق ہیں جن سے بہتر اور صورت ممکن نہیں۔ اور اُس کے لئے ہم سب کا فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ کی تدابیر پر عمل کرنے اور کرانے میں اُس کی مدد کریں۔ کیونکہ وہ رعیت ہی کی بھلائی کے لئے دل سوزی سے تدبیر کرتی اور تکالیف اُٹھاتی ہے۔ اس لئے ہر متنفس کا فرض ہے۔ کہ وہ جس طرح ہو سکے اس کام میں گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اس بدظنی اور بدگمانی سے لوگوں کو بچاویں جو اُن کی ہلاکت کا موجب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ مریض کو لازم نہیں کہ ڈاکٹر کی رائے کا سقم دریافت کرتا پھرے۔ سانپ جب آستین میں گھس جاوے۔ تو اُس کو نکالنے اور مارنے کی فکر کرنی ضروری ہے۔ نہ اُن اسباب پر بحث کرنی کہ کیونکر گھس آیا۔ پس مریض اگر ڈاکٹر پر یا بچہ اپنی ماں پر بدگمانی اور بدظنی کرے۔ تو وہ شفا نہیں پا سکتا۔ اور پرورش حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے گورنمنٹ کی تدابیر حسنہ پر بے جا نکتہ چینی اچھی نہیں۔ البتہ یہ گورنمنٹ خود جانتی ہے کہ پلیگ ڈیوٹی پر کیسے با اخلاق انسان متعین ہونے چاہیئں اور وہ خود انسانی ہمدردی کے لحاظ سے اچھا سلوک کرنے کے لئے طیار ہوں گے۔ یا اُن کو ہونا چاہیئے۔

دوسرے۔ چونکہ عام اندیشہ انتشار وبا کا ہے اس لئے پاک تبدیلی کی ضرورت ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کوئی معقول آدمی اس امر کو برا سمجھے۔ کون نہیں چاہتا کہ لوگ نیک اخلاق خوش معاملہ بنیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ عبودیت والا تعلق پیدا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جب انسان برائیوں اور بداطوار یوں سے توبہ کر لے گا۔ اور پاکیزہ اخلاق اور قابل شریف چال چلن اختیار کر لے گا۔ اور پھر وبا کے پھیلنے کی صورت میں اُس کے اخلاق اور عادات اُس کو بنی نوع انسان کی ہمدردی پہ مجبور کریں گے۔ وہ گورنمنٹ برطانیہ کی سچی عظمت اور قدر کر سکیگا۔ اور اُس کی مجوزہ تدابیر سے فائدہ اُٹھا لے گا۔ اور ان ساری باتوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اُس کو بلا وجہ بدظنی کرنے کا مادہ پیدا نہ ہوگا جس سے وہ اُن تدابیر سے فائدہ اُٹھا لے گا۔ جو گورنمنٹ نے بڑی دوراندیشی سے وضع کی ہیں۔ پس یہ دو امر ہیں۔ جو بطور روح رواں کے ہیں۔ اس لئے ان باتوں پر استہزاء اور ہنسی اُڑانا کسی دانشمند اور خیر خواہ ملک کا کام نہیں ہونا چاہیئے۔ اصل مطلب سے غرض رکھنی ضروری ہے۔ اور جب پاک تبدیلی ہو جاویگی تو وبا سے محفوظ ہو کر باقی مدارج ایمان پر بھی انسان ترقی کرنے کے قابل ہو جاوے گا۔ ان ساری باتوں کو چھوڑ کر خدا ترسی اور نیکوکاری اور پاکیزہ چال چلن ایسی باتیں ہیں جن کی ہر حال اور ہر وقت انسان کو ضرورت ہے۔ وبا ہو یا نہ ہو۔ عام طور پر کیا پیسہ اخبار یا کوئی اور معقول آدمی بھی چاہتے ہیں۔ کہ لوگ حیوانوں اور درندوں کی سی زندگی کریں۔ یقیناً پھر ایسی کارآمد باتوں اور قیمتی مشوروں کو یوں ہی سرسری نظر سے دیکھ جانا بھی مناسب نہیں ہو سکتا۔

ایک ضروری التماس

الحکم کا یہ پہلا نمبر ہے۔ جو دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ بوجہ ضروری مضامین کی وجہ سے ترتیب قاعدہ نہیں رہی۔ اور پوسٹ ماسٹر جنرل کی منظوری داخل محصول کے بلا حاصل ہونے کی وجہ سے رجسٹری میں بھی دیر ہوئی ہے۔ اس لئے ۲ فروری کا پرچہ ہم شائع نہ کر سکیں گے۔ بلکہ یہی دو نمبروں کی بجائے سمجھا جائیگا۔ شروع مارچ سے انشاء اللہ باقاعدہ ناظرین تک پہونچنے کا فخر حاصل کرے گا۔

ضرورت

میں کسی قوم مسلم یا شریف ماں باپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری ہوا آمدنی دس بارہ روپیہ اور عمر کچھ زائد شیخ ہوں مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ لڑکی کس قوم کی ہو بلکہ میرا ارادہ قومیت کو توڑنا چاہتا ہوں [illegible]

[illegible]

مکاتیب دلچسپ

اس عنوان کے تحت میں وہ مکتوب خصوصاً درج ہوا کریں گے۔ جو حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان نے اپنے خدام یا دیگر مذاہب کے سر برآوردہ لوگوں کو لکھتے ہیں اور مکتوبات عموماً درج ہوا کریں گے جو ہمارے احباب اپنے مخالف مولویوں یا احباب کو لکھتے ہیں۔ آج ہم تیمناً و تبرکاً سیدنا امام الوقت کے چار نہ لیکن بہت ہی نادر مضامین پر مشتمل کرامت نامے درج کرتے ہیں۔ آئندہ بھی انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ ایڈیٹر

نمبر اول

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام ایک گرامی نامہ

کرامت نامہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے۔ کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ جل شانہ کا یہی قانون قدرت ہے کہ عسر یسر دونو متبادل وارد ہوتے رہتے ہیں سو یسر تو خود موافق خواہش نفس انسانی ہے۔ لیکن عسر بھی بجائے موافقت باللہ و انشراح قلب و رضا بقضا و محبت ذاتیہ مولی برنگ یسر ہی دکھائی دیتا ہے۔ اور ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے۔ پائی در زنجیر پیش دوستان کی کیفیت سروری وہ شخص بآسانی سمجھتا ہے۔ جو کسی ایک آدھ جرعہ محبت ہم کسیقدر مستی حاصل کرتا ہے۔ وہ نفس ہمیشہ خوش رہنے کے لئے اختیار نامرادی جیسی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان ایک ذات کامل کو اختیار کرکے اپنے دل میں ترک مرادات کا اصول قائم کرلیتا ہے تو عجیب راحتیں پاتا ہے۔ بشرطیکہ اس اصول کے اختیار کرنے میں خود ناقص نہ ہو یہی حقیقت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی ہے۔ استقامت یہی ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی جنبش و محنت سے اپنے موافقت بالمولیٰ میں ذرا جنبش نہ آوے۔ خدا تعالیٰ ہم کو اور آپکو یہ استقامت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔ ۱۳ رفروری ۱۸۸۷ء

نمبر دوم

بابو محمدؐ کے نام

مولی کریم جلشانہ جو قادر مطلق ہے۔ اس پر قوی امید رکھیں۔ وہ آخر اپنے مبتلا بندے پر رحم کرتا ہے۔ رستی رجوع کرنیوالوں کو کبھی ضائع نہیں کیا۔ اسکی قدرت اور طاقت کا کسی نے انتہا پایا ہے۔ غم کے دنوں میں بہت مزہ ہے اور بہت کچھ برکتیں ہیں۔ مگر تجھ سے قدر معلوم ہوتی ہے۔ ۲۱ راگست ۱۸۹۵ء۔

نمبر سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے نام

خدا آپکو امراض بدنی و روحانی سے نجات بخشے۔ ہمت کو بلند رکھو اور نظر اٹھا کر دیکھو کہ یہ دنیا جسکے لئے انسان مزاہم اور کلی اختیار کرتا ہے کسیقدر ثبات و استحکام رکھتی ہے۔ کیا حباب کیطرح نہیں جسکے عدم اور وجود کا گویا ایک ہی زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے ہر وقت بصیرت چاہو تا وہ دنیا کی بے ثباتی ظاہر کرے۔ اور قوت چاہو تا اسکی طرف قدم اٹھا سکو۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ وہ ایک عرصہ اور ایک مدت دراز اپنے اہل و عیال میں امن اور خوشی اور راحت سے گذارے۔ اور پھر آخر کار خالی ہاتھ جائے۔ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ اور اس پر وہی فتح پاتا ہے جو خدا تعالیٰ سے بیعت الموت کرے۔ جو بیعت الموت خدا تعالیٰ سے کرتا ہے۔ اسکو غیبی قوت ملتی ہے اور جسطرح تارے بے ستون کھڑے ہیں اور گرتے نہیں۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کے عہد پر کھڑا رہتا ہے اور گرتا نہیں۔ بے آرامی میں رہو جبتک سچا آرام نہ پاؤ۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ اسلام کی حقیقت سے بے خبر اور اسلام کی صورت پر ناز کر رہے ہیں۔ مگر تمام حقیقت اسلام کی یہی ہے کہ انسان بکلی خدا کیطرف چلا آوے اور جان اور مال اور اہل اور عیال وغیرہ لوازم زندگی میں سے کوئی چیز اسکو روکنے والی نہ ہو۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔

نمبر چہارم

دیگر

ذوق اور بے ذوقی کی حالت میں جسطرح ہو سکے اعمال صالحہ کی بجا آوری میں لگے رہیں۔ جب انسان پختہ عہد کرکے ثابت قدمی سے طاعت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو بیذوقی سے ذوق اور بے حضوری سے حضور پیدا ہو جاتا ہے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا کا تکرار نہایت موثر چیز ہے۔ کیسی ہی بے ذوقی و بیمزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ یعنی کبھی تکرار آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین کا اور کبھی تکرار آیت اھدنا الصراط المستقیم کا اور سجدہ میں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔ زندگی کا ذرا اعتبار نہیں اور دنیا کی خوابگاہ نہایت دھوکہ دینے والی چیز ہے رات کو دعا کرو صبح کو دعا کرو جنگل میں جاکر دعا کرو جماعت کی ساتھ دعا کرو۔ اور تنہائی میں دروازے بند کرکے دعا کرو کہ تا خدا تعالیٰ نفس امارہ سے آزادی بخشے۔ جہانتک ہو سکے گریہ وزاری کی عادت ڈالو کہ رونے والوں پر اسکو رحم آتا ہے۔ کوشش کرو کہ تا خدا تعالیٰ کے روبرو ایسے صاف و پاک جاؤ جیسے قرآن شریف کی ہدایتوں کے رو سے اسکا منشا ہے کہ اسکے بغیر کچھ چیز نہیں اور بے مجاہدہ کوئی کسی منزل تک نہیں پہونچ سکتا۔

پاک کلمات دعائیہ جو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک ہونٹوں سے نکلی ہوئی ہیں

اے رب العالمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو۔ اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ ثم آمین۔

دعا کیلئے خطوط

حضرت اقدس کے پاس دوبارہ قصبہ سرہال قاضیاں ضلع جالندھر سے نہایت ہی عجز و انکسار سے بھرا ہوا خط بارہ دعا پہونچا کہ سخت عذاب ہو رہا ہے مردوں کی جنازی اور رسوم اسلام ادا نہیں ہو سکتے۔ خدا رحم کرے۔ حضرت نے دعا کی

قادیان دارالامان کا ہفتہ

۱- موسم پچھلے چند روز سے بوجہ نزول باران رحمت خوشگوار رہا- بارش خوب ہوئی- اولے بھی پڑے دو دن سے آسمان کہل گیا ہے-

۲- **معارف وحقائق** قرانی کا دریا بدستور بہتا رہا- **حضور اقدس امام ہمام** کے ملفوظات آئندہ سلسلہ وار درج ہوا کریں گے گویا دارالامان کی ہفت روزہ **ڈائری الحکم** کے ذریعہ شائع ہوا کریگی- جو **تقریریں** حضرت **حجۃ اللہ** بیان فرمایا کریں گے وہ برابر شائع کی جایا کریں گی-

۳- مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی دعا **واجعلنا للمتقین اماما** قبول ہوگئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ دارالامان میں حضرت اقدس کے مقرر کردہ **امام** ہیں مولانا صاحب **جمعہ** اور **روزمرہ** کی نمازیں پڑہاتے رہے اور جمعہ میں پنجابی لہجہ میں نہایت ہی موثر وعظ فرماتے رہے- جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جوق در جوق **لوگ کشتی بیعت** پر سوار ہونے لگے- ہم مولانا صاحب ممدوح کے **سرمن** (وعظ) بھی مسلسل چھاپنے والے ہیں-

۴- **ہمارے مسافر**- دارالامان میں اسوقت قریباً پچاس کے قریب باہر سے آئے ہوئے احباب ٹھہرے ہوئے ہیں جنمیں سے قابل ذکر احباب یہ ہیں- **سیٹھہ عبدالرحمن** حاجی اللہ رکھا مدراس سے آئے ہوئے ہیں- سیٹھہ آدم **اسماعیل** بمبئی سے تشریف لائے ہیں یہ صاحب **طاعون** کے نشانہ ہوئے تھے مگر اللہ کریم کے کمال فضل سے بچ گئے- لاہور سے اکثر احباب تشریف لائے ہیں-

۵- **درس قرآن** مولوی **نورالدین** صاحب کا درس قرآن باقاعدہ اور مسلسل طور پر ہوتا ہے- اور پہر مولانا **نورالدین** کا درس اور درس بھی **قران** کا عجیب وغریب نکات کا مخزن ہوتا ہے-

تالیفات وتصنیفات

کتاب البریت چھپکر طیار ہوگئی اور ہاتھوں ہاتھ جاری ہے قیمت عہ ہے ایک بے نظیر اور زبردست کتاب ہے جسمیں علاوہ حالات **مقدمہ** ہنری کلارک **حضرت اقدس مسیح موعود** دام اللہ فیوضہم کی سوانح عمری بھی کسیقدر اختصار کے ساتھہ درج ہیں-

چہل حدیث جو مولانا مولوی **محمد احسن** صاحب امروہی نے لکھی ہے- جسمیں چالیس حدیثیں ایسی بیان کی ہیں جو ان واقعات پر مشتمل ہیں جو بوجب حضور سرور انام **بانی اسلام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تصدیق مہدی ومسیح آخرالزمان کے لئے بطور پیشگوئی فرمائی تہیں- یہ کتاب زیر طبع ہے-

رپورٹ سالانہ جلسہ- دسمبر ۱۸۹۷ء میں جو عظیم الشان جلسہ بمقام دارالامان قادیان ہوا تہا اوسکی مفصل رپورٹ جو بہت سے **اسرار ومعارف** قرانی وعلاج **امراض روحانی** پر مشتمل ہے عنقریب شائع ہوگی- بڑے اہتمام اور انصرام سے طیار کی گئی ہے جسکی ساڑہے چھ سو کے قریب جلدوں کی درخواست پہلے ہی ہوچکی ہے خریداروں کے نام درج رجسٹر ہو رہے ہیں- ہمارے ناظرین بہت جلد درخواستیں بھیجیں-

سلسلہ الموعظۃ الحسنہ بالکتب والسنۃ کا پہلا **نمبر** جسمیں ایک ڈاکٹر کے اعتراضات **سورہ تبت** کا لطیف جواب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نہایت عجیب طرز پر دیا ہے **فلسفیانہ** اور **صوفیانہ** + ہر دو رنگ اوسمیں موجود ہیں کتاب زیر طبع ہے یکم مارچ سے بھی پہلے طیار ہو جاویگی- یہ سلسلہ بہت ہی **لطیف** ہوگا+ یہ کتاب کثرت کے ساتھہ شائع اور تقسیم ہونی چاہئے اس لئے ہمارے اہل دل اصحاب اسکی متعدد کاپیاں خرید کر تقسیم کریں اور اجر عظیم لیں- قیمت + فی جلد ہے-

اپنے ناظرین سے التماس

الحکم اب جس رنگ اور ڈہنگ سے شائع ہوگا آپ خود دیکہہ لیں گے- حضرت اقدس کے کلمات طیبات اسمیں درج ہوتے رہا کریں گے اور ضروری امور کی خبریں جو دارالامان میں ہوتی ہیں گی ناظرین تک پہونچتی رہیں گی- بہرحال الحکم اب ایک نئی طرز کا اخبار ہوگا- غرض جو کچھہ ہوگا آپ دیکہہ لیں گے- اب غور طلب امر یہ ہے کہ کوئی کام ہو باہمی امداد کے بغیر نہیں چل سکتا- اسلئے اس لئے ہمارے ناظرین اس **رول** کو ایک پکا قاعدہ سمجہہ لیں کہ جب تک **۳** سالانہ پیشگی قیمت جو عوام سے مقرر ہے نہ بھیجدیں گے اخبار جاری نہ ہوگا ایک نمبر بھیجکر سکوت کیا جائیگا- **خواص** اور محاونین اخبار جو کچھہ بطور اعانت عطا فرمائیں گے شکر گذاری سے لیا جاویگا-

ہمارے قلمی معاون

ہمارے قلمی معاون کوتاہ قلمی سے کام نہ لیں اور اپنے بیش قیمت خیالات سے ہمارا ہاتھہ بٹائیں-

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان

جس مدرسہ کی ضرورت اجراء پر اکتوبر ۱۸۹۷ء میں اشتہار دیا گیا تہا جنوری ۱۸۹۸ء سے اوسکا افتتاح ہوگیا ہے- اسوقت ۶۰ طالب علم درج رجسٹر ہیں اور چار مدرس جو **سیدنا مرزا صاحب کے مشن** کے خادم ہیں- مدرسہ کے نصاب تعلیم میں **دینیات** لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے اور عام مدرسین کی نسبت یہ لحاظ اور خیال رکہا گیا ہے کہ طالب علم چھہ سال کے اندر پنجاب یونیورسٹی کے **امتحان مڈل** میں داخل ہوسکے- اور **انگریزی تعلیم** حروف تہجی شروع کرتے ہی شروع ہوتی ہے- مدرسہ کا انتظام ایک مجلس **ناظم التعلیم** کے سپرد ہے جسکے جنرل سکرٹری **خواجہ کمال الدین- بی- اے ایل ایل بی** سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مقرر ہوئے ہیں اور میر مجلس جناب مولانا مولوی **نورالدین** صاحب بہیروی **اور پیٹرن** اور **سرپرست** حضرت اقدس **حجۃ اللہ سیدنا مرزا صاحب** مسیح موعود دام اللہ فیوضہم- ۶۰ سے زائد ممبروں کے نام درج رجسٹر ہوچکے ہیں- اسوقت **دوسری مڈل** تک مدرسہ میں تعلیم دیجاتی ہے- **بورڈنگ ہوس** کی تجویز ہو رہی ہے- عنقریب کہلنے والا ہے ہمارے احباب اور عوام لوگ جو دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ مند اور متمتع ہونا چاہتے ہیں اپنے لڑکے بہیجیں **بورڈنگ ہوس** کے قواعد عنقریب شائع ہونگے- اسوقت تک مدرسہ میں کوئی فیس بھی نہیں لی جاتی- گو کچھہ عرصہ کے بعد بہت قلیل فیس لگائی جاویگی-

ہمارے شاعر طبع آزمائی کریں

ذیل میں ایک مصرع لکہا جاتا ہے جو ہمارے دوست محمد علی شاہ مدرس غوطہ فتح گڈہ نے بغرض طبع آزمائی بہیجا ہے- آپ جسیوزل لکہی جاوے

مصرع طرح- مرحبا سید مدعی مہدی موعود ومسیح-